ہیں جو وطن دشمن قوتوں کو منظم کر رہے ہیں۔ انہیں کراچی سے نکال دیا جائے تو حالات کافی حد تک بہتر ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک سوال پھر ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا موجودہ حکومت حالات بہتر بنانے میں مخلص بھی ہے؟ اگر مخلص ہے تو پھر امن و سکون قائم کرنے کے ہزار طریقے ہیں اور ان پر عمل کر کے یہ نعمت حاصل کی جا سکتی ہے اور اگر موجودہ حکمرانوں کی نیتوں میں ہی فتور ہے تو پھر تباہی و بربادی کی طرف جانے کے بھی بے شمار راستے ہیں۔ مثلاً اسی بات کو لیجئے کہ حکومت نے فوج کو ملوث نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور قیام امن کے لئے ملک کی سول فورسز کو استعمال کرنے کا تہیہ کیا اس سلسلہ میں یہ شر انگیز تجویز بھی سامنے لائی گئی کہ صرف پنجاب پولیس کو ہی قیام امن کے لیے کراچی بھیجا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ پنجاب کے خلاف نفرت پیدا ہونا ہے۔ پنجاب حکومت ابھی تک اس تجویز سے متفق نہیں ہوئی اور اس نے تمام صوبوں سے پولیس بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے۔ حکومت کے خلوص کو پرکھنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ایک طرف کراچی جل رہا ہے اور دوسری طرف اسلام آباد میں نیرو ڈیسک بجا رہے ہیں، وزیر و مشیر لوٹ مار چھین میں مصروف ہیں۔ ممبران اسمبلی اپنے ہاسٹلز میں زناء و شراب کی محفلیں برپا کیے ہیں اور قومی خزانہ تباہ کیا جا رہا ہے۔ حالات کے بگاڑ میں جہاں ملک دشمنوں کا ہاتھ ہے وہاں یہ بات بھی ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوم کی اجتماعی بد اعمالیوں کی سزا ہے۔ جس ملک کے معاشرے میں اللہ، رسول، قرآن، صحابہ اور اسوۂ حسنہ کی کھلی توہین ہو اور اسے حکومتی سرپرستی اور تحفظ حاصل ہو، دین والے معتوب اور دین دشمن دندنا رہے ہوں وہاں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

حکومت جس انداز میں کراچی کا مسئلہ حل کرنا چاہتی ہے اس سے امن کی بیل منڈھے نہیں چڑھے گی۔ حکومت نے ایم کیو ایم سے مذاکرات کے لئے ہتھیار پھینکنے کی شرط عائد کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایم کیو ایم تو اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتی کہ اس نے ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں چہ جائیکہ وہ ہتھیار پھینک دے گویا وہ دہشت گردی کے الزام کو تسلیم کر لے۔ اس وقت اصل مسئلہ ملک کی بقاء اور سلامتی کا ہے اس لئے حکومت کو اپنے تمام مفادات بالائے طاق رکھ کر اور پیشگی شرائط عائد کئے بغیر ایم کیو ایم کی قیادت سے مذاکرات کرنے چاہئیں اور ہر ممکن حد تک ملک کو بچانے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔

تحریک نفاذ شریعت مالاکنڈ:

گزشتہ ماہ تحریک نفاذ شریعت کے سربراہ مولانا صوفی محمد نے اپنے اس مطالبے کو پھر دہرایا ہے کہ

مالاکنڈ میں شریعت محمدی نافذ کی جائے۔ مالاکنڈ کے عوام پہلی مرتبہ یہ مطالبہ نہیں کر رہے۔ حالیہ برسوں میں یہ تحریک تیسری مرتبہ ابھر رہی ہے اور حکومت اسے تشدد کے ذریعے کچلنے کے غیر اخلاقی ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ وزیر داخلہ کا بیان انتہائی شرمناک ہے کہ "شریعت کے نام پر شر پھیلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی"۔ مالاکنڈ کا علاقہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے اپنا ایک دینی پس منظر رکھتا ہے۔ اسی علاقے سے سید احمد شہید رحمہ اللہ نے دینی حکومت کے قیام کے لئے جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور یہیں سے انگریز کے خلاف تحریک ریشمی رومال کو افرادی اور اخلاقی مدد ملی۔ ہر بار اس علاقہ کے غیور مسلمانوں کو باغی اور غدار قرار دے کر کچلا گیا اور ان کے جائز اور مبنی بر حق مطالبہ کو ماننے سے انکار کیا گیا۔ آج بھی حکومت نے ٹیکس نا دہند گی کا بودا الزام لگا کر بیسیوں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ مولانا صوفی محمد اور ان کے رفقاً کو گرفتار کر لیا گ

گزشتہ سال ۱۵ مئی کو تحریک کے کارکن یہی مطالبہ لے کر سڑکوں پر آئے تھے مگر ڈپٹی کمشنر بونیر کے حکم پر گولی چلا کر دس مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ پھر حکومت نے نفاذ شریعت کا مطالبہ مان کر وہاں شرعی عدالتوں کے قیام کا اعلان کیا۔ مگر نومبر ۱۹۹۴ء سے جون ۱۹۹۵ء تک اس سلسلہ میں کچھ نہ ہوا اور حکومت اور تحریک کے درمیان طے شدہ معاہدہ پر بھی عملدر آمد نہ ہوا۔ تحریک نفاذ شریعت کے امیر مولانا صوفی محمد کے مطابق انگریزی قوانین پر شریعت کا لیبل لگا کر ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ حکومت دراصل کافرانہ نظام کو ہی مستحکم کرنا چاہتی ہے۔ سرکاری اداروں سے علماء اور دین دار ملازمین کا دوسرے شہروں میں تبادلہ کیا جارہا ہے اور اپنی مرضی کے بے دین افراد ان کی جگہ متعین کیے جارہے ہیں۔ ان حالات میں تحریک کے کارکن پھر میدان میں اتر آئے ہیں اور اپنے لئے شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ہم تحریک نفاذ شریعت کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ حکومت تحریک کے مطالبات کو تسلیم کرے، راہنماؤں کو غیر مشروط طور پر رہا کرے اور شہدأ کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے۔ تشدد کے ذریعے اس تحریک کو وقتی طور پر تو دبایا جاسکتا ہے مگر پاکستان کے بے دین اور ملت فروش حکمران یاد رکھیں کہ اب اس خطہ میں اسلامی حکومت کا سورج طلوع ہو کر رہے گا۔